یأتی قمر الانبیاء وامرک یتأتّٰی

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حیات قمر الانبیاء

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی

محمد احمد اکیڈمی

رام گلی نمبر ۳ لاہور

سوانح حیات

حضرت

قمر الانبیاء

مؤلفہ

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی

شائع کردہ

م[illegible] اکیڈمی

[illegible] مزا [illegible]

... ... ۱۹۶۴ء

تعداد ... . ایکہزار

طابع ... ... مبارک محمود پانی پتی

مطبع ... ... نقوش پریس ، لاہور

قیمت فی جلد ... ... تین روپے

ناشرین

محمد احمد اکیڈمی

رام گلی نمبر۳ - لاہور

(۳۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ربوہ

۳ر جون ۱۹۶۳ء

مکرمی و محترمی شیخ محمد اسماعیل صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط محررہ ۶/۶۳ موصول ہوا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ آپ کی معلومات بہت پختہ اور یقینی معلوم ہوتے ہیں مجھے چونکہ اس بارہ میں یقینی اور قطعی علم نہیں تھا۔ اس لئے "غالباً" کا لفظ لکھا گیا۔ میں آپ کا خط اشاعت کے لیے الفضل میں بھجوا رہا ہوں۔ تا کہ تاریخ احمدیت کا حصہ بن جائے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ[۱]۔ فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد

[۱] یہ خط میں نے حضرت میاں صاحب کو ان کے ایک مضمون مندرجہ الفضل کے متعلق لکھا تھا۔ میرے اس خط کو حضرت میاں صاحب نے الفضل مورخہ ر جون ۶۳ء میں شائع کروا دیا۔ ناظرین کرام کی معلومات میں اضافہ کے لیے وہ خط میں یہاں نقل کرتا ہوں۔ میں نے لکھا تھا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اخبار وکیل امرتسر کا ادارتی نوٹ

ایک تاریخی واقعہ اور اس کی فیصلہ کن وضاحت

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا ایک مضمون بعنوان "مقدس

بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی عظیم الشان خدمات اور سمجھ دار اور قدر شناس مسلمانوں کی طرف سے برملا اعتراف" ۸ امئی ۱۹۶۳ء کے الفضل میں شائع ہوا تھا۔ اس میں حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے اخبار وکیل امرتسر کے اس اداراتی نوٹ کا بھی حوالہ دیا تھا جو اخبار مذکور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر شائع ہوا تھا۔ اس نوٹ کے ضمن میں حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے اجمالاً تحریر فرمایا تھا کہ یہ مضمون غالباً مولانا ابوالکلام آزاد کا تھا جو ان دنوں اخبار وکیل امرتسر کے ایڈیٹر تھے۔ اس پر محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی نے ایک مکتوب حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں ارسال کر کے پوری قطعیت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ فی الواقعہ وہ اداراتی نوٹ مولانا ابوالکلام آزاد ہی کا لکھا ہوا تھا۔ محترم شیخ صاحب موصوف کا یہ خط اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس میں ایک تاریخی واقعہ پر فیصلہ کن انداز میں روشنی ڈال کر اس کی قطعیت کو پورے طور پر واضح کر دیا گیا ہے۔ آپ کے اس اہم خط کا مکمل متن ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ الفضل)

حضرت محترم جناب میاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

تین چار دن ہوئے، آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایک مضمون شائع کراتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ "یہ مضمون غالباً مولانا ابوالکلام آزاد کا تھا۔ جو اُن

دنوں اخبار وکیل امرتسر کے ایڈیٹر تھے"

اس کے متعلق عرض ہے کہ آپ نے غالباً کا لفظ احتیاطاً لکھا ہے واقعہ یہ ہے کہ وہ مضمون یقیناً اور یقیناً مولانا ابوالکلام آزاد کا ہی لکھا ہوا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ یکم دسمبر ۱۹۵۵ء کو مکرمی جناب مولوی عبدالمجید صاحب سالکؔ نے "یاران کہن" کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ جس میں اُن چند نامور مشاہیر کا تذکرہ کیا جن سے اُن کو تعلق رہا۔ اس سلسلہ میں اپنی کتاب کے صفحات ۴۱ و ۴۲ پر مولانا ابوالکلام آزاد کے متعلق تحریر فرمایا:۔

"جس زمانے میں مولانا ابوالکلام آزاد بے ریش و بروت انسان تھے۔ بمبئی میں آغا حشر۔ ابونصر آہؔ اور نظیر حسین سخاؔ کے ساتھ عیسائیوں سے مناظرے کیا کرتے تھے اور اپنے اہتمام سے ایک ماہنامہ رسالہ "بُلاغ" بھی نکالتے تھے۔ مناظروں کے سلسلہ میں انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض ایسی کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا جن میں عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں اسلام کی حمایت کی گئی تھی۔ یاروں کا یہ مجمع ایک دفعہ تو فیصلہ ہی کر چکا تھا کہ پنجاب جائیں اور مرزا صاحب سے ملیں لیکن اتفاقات زمانہ کی وجہ سے یہ فیصلہ عمل میں نہ آ سکا۔ بہر حال مولانا ابوالکلام مرزا صاحب کے دعوائے مسیح موعود سے تو کوئی سروکار نہ رکھتے تھے۔ لیکن ان کی غیرتِ اسلامی اور محبتِ دینی کے قدردان ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار

"وکیل" کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال ان ہی دنوں میں ہوا تھا۔ تو مولانا (ابوالکلام آزاد) نے مرزا صاحب کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔"

یہ کتاب احمدیت کے شدید مخالف آغا شورش کشمیری ایڈیٹر چٹان نے شائع کی تھی۔ مولانا عبدالمجید سالک کے اس بیان سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ وہ "شاندار شذرہ" جس کا اکثر اخباروں اور کتابوں میں ذکر آتا رہا ہے۔ درحقیقت مولانا ابوالکلام آزاد ہی کا لکھا ہوا تھا۔ کسی اور کا نہیں تھا۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے صرف "شذرہ" ہی نہیں لکھا بلکہ احتراماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جنازہ کے ساتھ لاہور سے بٹالہ تک آئے۔

اس سے ثابت ہوا کہ مولانا کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاص قدر و عزت تھی اور وہ ان کو نہایت ادب و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور ان کو عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں حقیقتہً ایک "فتح نصیب جرنیل" سمجھتے تھے۔ جبھی تو وہ سخت گرمی کے موسم میں سفر کی صعوبت اٹھا کر امرتسر سے لاہور آئے اور لاہور سے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے:

جب یہ کتاب "یاران کہن" شائع ہوئی اور دہلی پہنچی تو مولانا ابوالکلام خود تو کچھ نہ بولے۔ مگر ان کے سیکرٹری محمد اجمل کو سخت طیش آیا اور انہوں نے مولانا سالک کو لکھا کہ اس بیان کی تردید شائع کراؤ۔ مولانا سالک نے ایک مبہم اور گول مول سا بیان اخبارات کو دے دیا۔ جسے پڑھ کر میں مسلم ٹاؤن میں مولانا سالک کی کوٹھی پر گیا۔

مولانا سالک بڑے اخلاق سے پیش آئے۔ میں نے کہا مولانا ایچ پیچ کو چھوڑیئے۔ اس وقت ہم دونوں اکیلے ہیں ٹھیک ٹھیک بتلائیے "وکیل" کا شذرہ درحقیقت کس کا لکھا ہوا تھا؟ مولانا سالک نے فرمایا کہ "میاں مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ تم ادیب ہو خود دیکھ لو کہ وہ شذرہ کس کا لکھا ہوا ہو سکتا ہے؟" میں نے کہا اگر یہ بات تھی تو پھر آپ نے اخبارات میں تردید کیوں شائع کرائی؟ اس پر مولانا سالک نے بڑی صفائی سے جواب دیا کہ مولانا آزاد کے پرائیوٹ سیکرٹری نے مجھے تردید کے لیے لکھا تھا۔ میں نے سوچا کہ سلام کی خاطر میاں کو کیوں رُٹھاؤں۔ مجھے اس دنیا میں رہنا اور مولانا آزاد سے تعلقات رکھنے تھے اس لیے میں نے تردید شائع کرادی۔ ورنہ حقیقت تو اپنی جگہ ہے اور جو شخص بھی مولانا آزاد کی طرز تحریر سے واقف ہے وہ فوراً دیکھتے ہی کہہ دے گا کہ یہ کس کی تحریر ہے۔"

اس بات سے تو آج تک کوئی شخص انکار نہیں کر سکا کہ اخبار وکیل میں یہ شذرہ اُس وقت لکھا گیا جب مولانا آزاد اس کے ایڈیٹر تھے۔ کہا صرف یہ جاتا ہے کہ یہ کسی نائب ایڈیٹر نے لکھا تھا۔ مگر یہ بھی صریح غلط ہے۔ کیونکہ اس شذرہ کی طرز تحریر خاص الخاص ابوالکلام کی ہے کسی اور کی ہرگز نہیں۔ دوسرے خود مولانا ابوالکلام نے اس امر کی تردید کر دی ہے کہ اخبار میں ان کے سوا کوئی اور بھی نائب ایڈیٹر تھا۔ چنانچہ مولانا آزاد اپنی آپ بیتی میں خود فرماتے ہیں:-

"میں نے (اخبار وکیل کی) ایڈیٹری کی پوری ذمہ داری قبول کر لی۔ اُس زمانے میں "وکیل" ہفتہ میں تین بار نکلتا تھا، اور دفتر میں بجز ایک مترجم اخبار کے اور کوئی مددگار نہ تھا۔ اس مترجم کا بھی

یہ حال تھا کہ بلا نگرانی اور اصلاح ملّے اُس مترجم کی لکھی ہوئی ایک سطر بھی اخبار میں درج نہیں کی جا سکتی تھی۔ اخبار کے لیڈنگ آرٹیکل سے لے کر جزوی مواد تک سب کو یا تن تنہا ہی مرتب کرنا پڑتا تھا"

(ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی۔ مرتبہ عبدالرزاق ملیح آبادی مطبوعہ چٹان پریس ۱۵ر مارچ ۱۹۶۰ء صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰)

میرے خیال میں اب یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے طے ہو گیا کہ "وکیل" میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی وفات کے موقع پر جو شذرہ شائع ہوا تھا وہ کس کا لکھا ہوا تھا؟ اندرونی تحریری شہادتوں سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی کہ وہ شذرہ مولانا ابوالکلام آزاد کے اپنے قلم کا لکھا ہوا تھا۔ کسی نائب یا مددگار کا نہیں تھا۔ نہ اس وقت کوئی مددگار یا نائب دفتر وکیل میں تھا۔ بلکہ اخبار کا سارا کام من اولہ الی آخرہ خود مولانا آزاد کو کرنا پڑتا تھا۔ یعنی مولانا ابوالکلام وکیل کی ایڈیٹری کے وقت خود کوزہ، خود کوزہ گر اور خود گِل کوزہ کا مصداق تھے۔ اگرچہ واقعہ یہ ہے کہ دس ہزار ابوالکلام آزاد بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تعریف کریں تب بھی آپ کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ مگر واقعہ کو واقعہ کی طرح سے تسلیم کرنا چاہیے اور بے جا ہٹیں گھڑ کر اصل حقیقت کو چھپانا نہیں چاہیے۔

اگر آں محترم چاہیں تو میری اس تحریر کو عام معلومات کے لیے اخبار میں بھی چھپوا دیں۔ والسلام مع الاکرام۔

راقم (شیخ) محمد اسماعیل پانی پتی

ایڈیٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور ۶۲/۹/۱

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تاریخی اداریہ کا خلاصہ بھی یہاں نقل کر دیا جائے۔ جو مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر وکیل امرتسر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر لکھا تھا۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لیے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا (خالی ہاتھ مت کہو وہ رحمت کے پھول لایا تھا۔ اور درود کا گلدستہ لے کر گیا۔ مؤلف) ......

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو، ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو، محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار

مدافعت کا جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔ میرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو"۔

(۳۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

رتن باغ لاہور

۷ اجولائی ۱۹۴۹ء

مکرمی شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے معلوم ہوا ہے کہ پانی پت عرس کے موقعہ پر دیگر وفد کے ساتھ آپ بھی گئے تھے۔ اس وفد کے حالات وغیرہ اخبار نوائے وقت میں تو شائع ہوئے ہیں لیکن اگر آپ ساتھ گئے تھے تو چشم دید حالات لکھ کر بھجوا دیں۔ دو امور کے متعلق مفصل اطلاع کی ضرورت ہے:۔